ناول کیا ہے؟

Teaching Lecture

Subject : Urdu
Class : B.A. (Hons.) I
Topic : Novel kiya hai
Author : Dr. Fatahullah Quadri
Lecture Series No. : 16

جواب : ——اردو ادب کی نثری ارتقا کی تاریخ ہمیں پندرہویں عیسوی سے ملنے لگتی ہے، 1857ء سے قبل اردو ادب میں قصے کہانیاں، حکایتیں، تمثیلیں اور داستانیں عام تھیں، لیکن اردو ناول نگاری مولانا نذیر احمد کی کاوشوں سے وجود میں آیا، وہ اردو ادب کے پہلے ناول نگار ہیں، ان کے تمام ناول اصلاحی و معاشرتی ہیں، مراۃ العروس ان کا پہلا ناول ہے، نذیر احمد نے دہلی کے شریف گھرانوں کی گھریلوں زندگی کے بڑے کامیاب نقشے کھینچے ہیں، اور دہلی کی خاص ٹکسالی زبان اور محاورے استعمال کئے ہیں، وہ عورتوں کے مکالمے کے بادشاہ ہیں، ان کے ناولوں کے نوجوان کردار بھی بیٹے اور بیٹیاں یا بھائی، بہن ہیں، محبوبہ یا دلہن نہیں۔

”مراۃ العروس“ کے علاوہ ”توبۃ النصوح“، ”ابن الوقت“ اور نذیر احمد کی بہترین اصلاحی ناول ہیں، نذیر احمد کی کٹر اخلاقی دنیا سے، جب ہم سرشارؔ کی زعفرانی چمن میں قدم رکھتے ہیں، تو یہاں ہر جگہ آزادی، قہقہے اور رنگینیاں ملتی ہیں، نذیر احمد جتنے خشک اور منفی تھے، سرشارؔ شاد اور سرمست تھے، سرشارؔ کے کردار آزاد اور خوجیؔ ہیں، سرشارؔ نے دنیا کو کثرت کے روپ میں دیکھا ہے، ان کی وسیع نظریں، جگمات کی زندگی، نوابوں کی صحبتوں، سرائے، بازار، جشن و تہوار اور تقریبات پر گہری پڑی ہے، پنڈت رتن ناتھ سرشارؔ کی ناول نگاری میں اگرچہ فنی خامی اور نقائص بھی موجود ہیں، اس لیے ”فسانۂ آزاد“ کو مکمل ناول نہیں قرار دیا جاسکتا ہے، لیکن ان کی دوسری تخلیق ”سیر کہسار“، ”جام سرشارؔ“ اور ”کانتی“ کو ناول قرار دیا جائے گا، کیوں کہ ان میں فن کی خوبیاں بھی ملتی ہیں۔

اس کے بعد عبدالحلیم شررؔ لکھنوی اعلیٰ صلاحیت کے ناول نگاری کی شکل میں ابھرے، ان کے اکثر ناول تاریخی ہیں، وہ بیسویں صدی کے ایک ہندوستانی مسلمان ہیں، جنہوں نے آٹھویں صدی کے عرب کو زندہ کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن ان کی کردار نگاری بے جان ہے، اس کے باوجود ناول نگاری کی اصولوں اور ظاہری لوازمات کو جیسا آپ نے برتا ہے، وہ ان سے پہلے کسی نے نہیں اختیار کیا تھا، اردو ناول میں مولانا عبدالحلیم شررؔ لکھنوی کی تخلیق ”فردوس بریں“، ”فتح اندلس“، ”حسن تجلیاں“ وغیرہ

مشہور ہیں۔

عبدالحلیم شررلکھنوی کے بعد ہماری نگاہ محمد ہادی رسوؔا پر پڑتی ہے۔ وہ مایہ ناز ادیب تھے لاان کو بہت سی زبانوں پر عبور تھا۔ علم کا جس قدر شوق تھا، اسی قدر قبول علم کی صلاحیت بھی تھی۔ خود فرماتے ہیں۔ ’’مجھ کو کبھی فلسفہ کا جنون ہے، کبھی ریاضی کا، کبھی سائنس کا، کبھی شعر و شاعری کا تو کبھی ناول کا۔‘‘ ناول ’’امراؤ جان اوامرازرسوؔا کا مایہ ناز شہکار ہے اور اسی سے ان کا نام زندہ ہے۔ مرزا رسوؔا کی کامیابی کا راز زیادہ تر ان کی شیریں بیانی میں مضمر ہے۔ لکھنؤ کی ٹکسالی زبان نے اس ناول کو اور بھی زیادہ دلکش اور دلچسپ بنا دیا ہے۔ رسوا نے فلسفیایہ فکر، نفسیاتی تجزیہ، ادبی اور شاعرانہ ذوق اور فنی حسن ترتیب کو یکجا کر کے امراؤ جان ادا کو ناول نگاری کے فن میں بلندی، گہرائی، نظافت و نزاکت اور ان سب کے ساتھ ساتھ تاثیر کی اقدار کا حامل بنایا اور اس طرح ناول نگاری کا فن پہلی مرتبہ عروج پر پہنچا۔ آج بھی اردو ادب کو ان کے ناول ’’امراؤ جان ادا‘‘ پر ناز ہے۔ جو ادب کا بہترین سرمایہ ہے۔

بیسوں صدی کی ابتداء میں رسوؔا کے بعد علامہ راشد الخیری، پریم چند، نیاز فتح پوری کی، ناول نگاری کو شہرت حاصل کی۔

علامہ راشد الخیری مسلمان لڑکیوں کے سرسید تھے۔ عورتوں کی بھلائی اور بہتری کے لئے انہوں نے بہت سے ناول لکھیے۔ جیسے ’’سیدہ کا لال‘‘، ’’جوہر قدامت‘‘، ’’منازل السائرۂ‘‘، ’’بنت الوقت‘‘، ’’صبح زندگی‘‘، ’’شام زندگی‘‘ وغیرہ۔ ان کو اسلوب بیان میں رقت اور وردانگریزی کے باعث مصورغم کا خطاب ملا ہے۔ حلانکہ ان کی غم انگریزی بیشتر آورد اور سطحی ہے۔ ان کی خامیاں بھی وہی ہیں جو مولوی نذیر احمد کی ہیں۔ اصلاحی مقصد ہر جگہ غالب ہے۔ ان کے پلاٹ، مکالمہ اور کردار سب داعی اسلامی مقصد کے زیر اثر تعمیر و تربیت پاتے ہیں۔

پریم چند نے اپنی ادبی زندگی افسانہ نویسی سے شروع کی۔ رفتہ رفتہ ناول کے میدان میں قدم رکھا۔ ان کے کئی ناول بہت مشہور ہیں۔ جیسے ’’بیوہ‘‘، ’’بازارحسن‘‘، ’’نرملا‘‘، ’’گوشۂ عافیت‘‘، ’’چوگان ہستی‘‘، ’’میدان علم‘‘، ’’گئودان‘‘ وغیرہ۔

اردو ناول نگاری میں پریم چند کی حیثیت ایک روشن ستاہ جیسی ہے، پریم چند کے پلاٹ اور کردار کی دنیا میں ہیم کو ہندوستان کی نئی وسعت نظر آتی ہے، پریم چند کے فن کی سب سے اہم خصوصیت ان کی واقفیت نگاری ہے، وہ اپنے تمام کردار دیدہ وشنیدہ روزمرہ کی زندگی سے لیتے ہیں، ان کا ماحول خالص ہندوستانی اور حقیقی ہوتا ہے، خیالی نہیں۔

پریم چند کے برخلاف نیاز فتح پوری نے ایک رومانی اسکول قائم کیا، شاعرانہ اور جذباتی قسم کے طرز نگارش کو انہوں نے اپنے لیے منتخب کیا، شباب اور فلسفہ جہاں متحد ہو جائے، وہاں ادیب ہمیشہ حقیقت سے بہت اونچا رہتا ہے، نیاز فتح پوری کے ناول ’’شباب کی سرگذشت‘‘ اور ’’شاعر کا انجام‘‘ قابل ذکر ہے۔

بیسویں صدی میں دو اور قابل ذکر ناول نگار ہوئے ہیں، مرزا محمد سعید اور کشن پرشاد کول، مرزا محمد سعید مفکر ہیں، اور فنون لطیفہ کے متعلق جانکاری ملتی ہے۔

پنڈت کشن پرشاد کولؔ کا ناول ’’شیاما‘‘ ایک ہندو بیوہ کا مثالی کردار ہے، ہندو بیوہ کہاں تک جا سکتی ہے اور کہاں اس کا مذہبی پابندیوں کی وجہ سے رک جانا ضروری ہوتا ہے، اس پورے عمل کا مکمل تحقیقی اظہار اس ناول میں ملتا ہے۔

کچھ اور اچھے ناول نگاروں میں اہم احمد علی، کرشن چندر، اپندر ناتھ، عصمت چغتائی کی ’’ٹیڑھی لکیر‘‘ عزیز احمد کا ’’گریز‘‘ یہ سب جنسی لذتیت سے پرُ ناول ہیں۔

راجندر سنگھ بیدی، بلبنت سنگ بھی مشہور پنجابی قوم کے اردو ناول نگار ہیں ۱۹۶۲ میں راجندر سنگھ بیعی نے ’’ایک چادر میلی سی‘‘ کے عنوان سے ایک دیہاتی لڑکی کی کسمپرسی کی داستان بیان کی۔

* * *